تیسرا باب

نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا

سنت یہ ہے کہ نمازی سورۂ فاتحہ کے اول بسم اللہ شریف آہستہ پڑھے۔الحمدللہ سے قرأت شروع کرے۔مگر غیر مقلد وہابی بسم اللہ بھی اونچی آواز سے پڑھتے ہیں۔جو بالکل خلاف سنت ہے۔بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے متعلق بہت احادیث شریفہ ہیں جن میں سے یہاں چند پیش کی جاتی ہیں۔رب تعالیٰ قبول فرمائے۔

حدیث ۱ تا ۳: مسلم و بخاری و امام احمد نے حضرت انس سے روایت کی:

قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومع ابى بكر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منهم يقراء بسم الله الرحمٰن الرحيمo

ترجمہ: میں نے نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوں۔

حدیث ۴: مسلم شریف نے حضرت انس سے روایت کی (مشکوٰۃ):

وعن انس ان النبى صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر كانوا يفتتحون الصلوٰة بالحمد لله رب العالمينo

ترجمہ: بیشک نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم الحمد لله رب العٰلمين سے قرأت شروع فرماتے تھے۔

حدیث ۵ تا ۷: نسائی، ابن حبان، طحاوی شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال صليت خلف النبى صلى الله عليه وسلم ومع ابى بكر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منهم يجهر بسم الله الرحمٰن الرحيمo

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ ابوبکر و عمر و عثمان کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ان حضرات میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز سے پڑھتے نہ سنا رضی اللہ عنہم۔

حدیث ۸ تا ۱۱: طبرانی نے معجم کبیر میں ابونعیم نے حلیہ میں، ابن خزیمہ اور طحاوی نے حضرت انس سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کانوا یسرون بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

ترجمہ: بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

حدیث۱۲تا۱۴: ابوداؤد دارمی، طحاوی نے حضرت انس سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر و عمر و عثمان کانوا یستفتحون القراء ۃ بالحمد للہ رب العالمینo

ترجمہ: بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم الحمد للہ رب العلمین سے قراءت شروع فرماتے تھے۔

حدیث۱۵: مسلم شریف نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر وعمر وعثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب العالمین لایذکرون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی اول القرء ۃ ولا فی اٰخرھاo

ترجمہ: یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم الحمد للہ سے قراءت شروع فرماتے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ قرأت کے شروع میں ذکر کرتے نہ قراءت کے آخر میں۔

حدیث۱۶: ابن ابی شیبہ نے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

عن ابن مسعود انہٗ کان یخفی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والا ستعاذۃ وربنا لک الحمدo

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعود بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اعوذ باللہ اور ربنا لک الحمد آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

حدیث۱۷: امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی:

قال اربع یخفیھن الامام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وسبحانک اللھم والتعوذ و آمینo

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ پڑھے بسم اللہ، سبحانک اللھم، اعوذ باللہ اور آمین۔

حدیث۱۸تا۱۹: مسلم ابوداؤد شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستفتح الصلوٰۃ بالتکبیر والقراء ۃ بالحمد

لله رب العالمین ٥

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نماز تکبیر سے شروع فرماتے تھے۔اور قراءت الحمدللہ سے۔

حدیث۲۰: عبدالرزاق نے ابوفاختہ سے روایت کی:

ان علیا کان لایجھر بسم الله الرحمٰن الرحیم و کان یجھر بالحمد لله رب العالمین ٥

ترجمہ: حضرت علی مرتضٰی بسم اللہ اونچی آواز سے نہ پڑھتے تھے الحمدللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

اس کے متعلق اور بہت سی احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔مگر ہم یہاں صرف بیس حدیثوں پر کفایت کرتے ہیں۔ اگر شوق ہو تو طحاوی صحیح البہاری شریف کا مطالعہ فرماویں۔

عقلی دلائل: عقل بھی چاہتی ہے کہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھی جاوے کیونکہ سورتوں کے اول میں جو بسم اللہ لکھی ہوئی ہے وہ ان سورتوں کا جزنہیں۔فقط سورتوں میں فصل کرنے کے لئے لکھی گئی۔اور حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ جو اچھا کام بسم اللہ سے شروع نہ ہو وہ ناقص ہے تو جیسے برکت کے لئے نمازی قراءت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے ہیں۔مگر آہستہ کیونکہ اعوذ سورۃ کا جزنہیں۔ایسے ہی برکت کے لئے بسم اللہ پڑھے مگر آہستہ۔کیونکہ یہ بھی ہر سورۃ کا جز نہیں۔ہاں سورۂ نمل شریف میں بسم الله الرحمن الرحیم سورۃ کا جز ہے۔امام وہاں بلند آواز سے پڑھتا ہے۔ کیونکہ وہ وہاں کی آیت ہے۔غرضیکہ امام صرف قرآن کریم کو آواز سے پڑھے جو بسم اللہ سورۃ کے اول میں ہے وہ سورۃ کا جزنہیں۔لہٰذا آہستہ پڑھنی چاہیئے۔

دوسری فصل

اس پر اعتراضات وجوابات

اعتراض۱: چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورۃ کا جز ہے۔اگر جز نہ ہوتی تو قرآن میں لکھی نہ جاتی۔قرآن کریم میں صرف آیات قرآنیہ لکھی گئیں۔غیر قرآن نہ لکھا گیا۔لہٰذا جیسے اور آیتیں بلند آواز سے پڑھی جاتی ہیں۔ویسے ہی بسم الله بھی اونچی آواز سے پڑھنا چاہیئے۔

جواب: اس اعتراض کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ بسم اللہ ہر سورۃ کا جزنہیں۔کیونکہ ہر سورۃ کے ساتھ نازل نہیں ہوئی۔چنانچہ شروع بخاری شریف باب کیف کان بدء الوحی میں سب سے پہلی وحی کے متعلق روایت

کی ہے۔ کہ جبریل امین نے حضور کی خدمت میں عرض کیا: اقراء پڑھو حضور نے فرمایا: ما انا بقاری میں پڑھنے والا نہیں، پھر عرض کیا: اقراء حضور نے پھر وہ ہی جواب دیا۔ آخر میں عرض کیا: اقرا باسم ربك الذی خلق o (علق) غرضیکہ پہلی وحی یہ ہے۔ جس میں بسم اللہ کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوا کہ سورتوں کے اول میں بسم اللہ شریف نازل نہیں ہوئی دوسرے یہ کہ اگر بسم اللہ ہر سورۃ کا جز ہوتی تو سورۃ کے اوپر علیحدہ کر کے لیے حروف سے نہ لکھی جاتی بلکہ جیسے اور آیتیں ملی ہوئی لکھی گئی ہیں۔ ایسے ہی بسم اللہ تمام آیتوں کے ساتھ لکھی جاتی۔ دیکھو سورۃ نمل شریف میں بسم اللہ سورۃ کا جز ہے تو وہاں علیحدا امتیازی شکل میں نہ لکھی گئی بلکہ تمام آیات کے ساتھ تحریر ہوئی۔ معلوم ہوا کہ سورتوں کے اول میں بسم اللہ کا امتیازی شکل میں علیحدہ لکھنا فاصلہ کے لئے ہے۔

اعتراض ۲: طحاوی شریف میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی بیتھا فیقرء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ o

ترجمہ: نبی ﷺ میرے گھر میں نماز پڑھتے تھے۔ تو پڑھتے تھے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الخ۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نماز میں بسم اللہ آواز سے پڑھتے تھے۔ ورنہ ام سلمہ کیسے سن لیتیں۔

جواب: اس حدیث میں آواز کا ذکر نہیں۔ صرف بسم اللہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھے مگر آہستہ پڑھے۔ ظاہر یہ ہی ہے کہ حضور ﷺ اس موقع پر آہستہ ہی پڑھتے تھے۔ یہ نماز جو حضور ﷺ ام سلمہ کے گھر پڑھتے تھے۔ فرض نماز نہ تھی، نفل تھی۔ فرض تو مسجد میں جماعت سے پڑھتے تھے۔ نفل میں قراءت قرآن آہستہ ہوتی ہے۔ لہٰذا یہاں بسم اللہ بھی آہستہ تھی اور الحمد للہ بھی آہستہ۔ ام سلمہ اس موقع پر حضور کے قریب ہوتی تھیں۔ اسی لئے حضور کی آہستہ آواز شریف سن لیتی تھیں۔ آہستہ قراءت میں بھی اتنی آواز چاہئے کہ برابر والا سن لے ورنہ وہ قراءت نہ ہوگی۔ تفکر ہوگا لہٰذا اس حدیث سے آپ کا مدعیٰ ثابت نہیں۔

اعتراض ۳: ترمذی شریف میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفتتح صلٰوتہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

ترجمہ: حضور ﷺ اپنی نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرماتے تھے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ افسوس ہے آپ نے ترمذی کا یہ مقام آگے نہ دیکھا فرماتے ہیں:

هذا احاديث ليس اسنادهٗ بذاك○

ترجمہ: یہ ایسی حدیث ہے جس کی اسناد کچھ بھی نہیں۔

افسوس ہے کہ ہماری پیش کردہ حدیثوں کو بلاوجہ ضعیف کہہ کے رد کرتے ہو اور خود ایسی حدیث پیش کررہے ہو۔ جس کا سرانہ پتا۔ دوسرے یہ کہ اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لو تو بھی اس میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے کا ذکر نہیں۔ صرف یہ ہے کہ نماز بسم اللہ سے شروع فرماتے تھے ہم بھی کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھنی چاہیئے مگر آہستہ تیسرے یہ کہ ہوسکتا ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہوں کیونکہ **صلوته** فرمایا نہ کہ **قراءته**۔

اعتراض ۴: طحاوی شریف نے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابزیٰ سے روایت کی:

صليت خلف عمر فجهر بسم الله الرحمٰن الرحيم و كان يجهر ابى بسم الله الرحمٰن الرحيم○

ترجمہ: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے **بسم الله الرحمٰن الرحيم** بلند آواز سے پڑھی۔ میرے والد بھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ **بسم الله** بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ حدیث تمام ان مشہور احادیث کے خلاف ہے جو ہم پہلی فصل میں ذکر کر چکے ہیں۔ جن میں بخاری مسلم وغیرہ کی احادیث ہیں۔ جن سے بہت قوت سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین **الحمد لله** سے قراءت شروع کرتے تھے۔ **بسم الله** آہستہ پڑھتے تھے۔ لٰہذا یہ حدیث شاذ ہے اور احادیث مشہورہ کے مقابل حدیث شاذ قابل عمل نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اس حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے اندر سبحان پڑھنے کے بعد الحمد سے پہلے **بسم الله** اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔ اس کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز ختم فرما کر دعا سے پہلے برکت کے لئے **بسم الله** شریف پڑھتے تھے۔ پھر دعا فرماتے تھے اس صورت میں یہ حدیث ہماری پیش کردہ حادیث کے خلاف نہیں، جہاں تک ہو سکے احادیث میں مطابقت کرنی چاہیئے۔ تیسرے یہ کہ سورۃ سے پہلے **بسم الله** کا اونچی آواز سے پڑھنا اس لئے ہے کہ **بسم الله** ہر سورت کا جز ہے اور سورۃ کا جز ہونا قطعی یقینی حدیث سے ہوسکتا ہے نہ کہ حدیث واحد سے۔ آپ کی پیش کردہ حدیث خبر واحد ہے جو یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ہم آہستہ **بسم الله** کے لئے بخاری و مسلم روایت پیش کریں، اور آپ اس کے مقابل طحاوی شریف کی آڑ لیں۔ حالانکہ طحاوی شریف پر آپ کا اعتماد نہیں۔